جو مسئلہ سمجھ میں نہ آئے وہ کسی مستند و ماہر مفتی سے معلوم کرلیں۔۔ (ابوزبیر)

آپ کے مسائل اور اس کے جوابات (23)

از مفتی محمد صاحب

مضامین:

- ☆ وقت تنگ ہونے کی صورت میں نماز کے مستحبات چھوڑنے کا حکم
- ☆ ماہِ صفر میں ایک خاص عمل کرنے کی شرعی حیثیت
- ☆ طلبِ حاجت کے لیے سورۃ یٰسین ایک خاص طریقہ سے پڑھنے کا حکم
- ☆ ڈیجیٹل تصویر کی شرعی حیثیت ☆ بعض منظوم جملوں کی شرعی حیثیت
- ☆ مالی جرمانہ لے کر واپس کرنے کی شرعی حیثیت
- ☆ اقراری گناہگار کو کتنی بار گناہ سے روکنا چاہیے؟
- ☆ امام کا فجر کی نماز میں شریک نہ ہونا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وقت تنگ ہونے کی صورت میں نماز کے مستحبات چھوڑنے کا حکم:

سوال: ایک کتاب میں یہ مسئلہ پڑھا تھا کہ نماز میں غلطی سے اگر کوئی مستحب چھوٹ جائے تو نماز ادا ہو جائے گی، لیکن اگر کوئی شخص مستحب عمداً چھوڑتا ہے تو نماز نہیں ہوگی۔

اب پوچھنا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز میں سنت یا مستحب مجبوری کی صورت میں چھوڑ دے تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ مثلاً فجر یا عصر کی نماز قضا ہونے میں اتنی دیر باقی ہے کہ اگر سنت اور مستحبات کا لحاظ کرتے ہوئے نماز ادا کی جائے تو نماز پوری ہونے سے پہلے وقت نکل جائے گا، ایسی صورت میں اگر کوئی شخص سنت اور مستحبات کو چھوڑ کر صرف فرض اور واجب ادا کرے، مثلاً رکوع اور سجدہ میں ایک ایک دفعہ تسبیحات پڑھے اور التحیات میں درود شریف اور دعاء چھوڑ دے، تو نماز ادا ہو جائے گی یا نہیں؟ (گوہر علی)

جواب: نماز میں کوئی سنت یا مستحب جان بوجھ کر بھی چھوڑ دیا جائے تو اس سے نماز میں کوئی فساد نہیں آتا، نماز ہو جاتی ہے، مگر بلا عذر ایسا کرنے سے نماز کے ثواب میں کمی ہو جاتی ہے، اس لیے عام حالات میں تو نماز سنن و مستحبات کی رعایت رکھ کر ہی پڑھنی چاہیے، البتہ وقت تنگ ہو اور مستحبات کی رعایت رکھنے میں وقت کے نکلنے کا اندیشہ ہو تو ایسے عذر کے وقت مستحبات کو چھوڑ ہی دینا چاہیے، تاکہ فرض تو کم از کم مل جائیں۔

ماہِ صفر میں ایک خاص عمل کرنے کی شرعی حیثیت:

سوال: ہمارے خاندان کی ایک خاتون صفر کے مہینے میں درج ذیل عمل پابندی اور اہتمام سے کرتی ہیں۔ صفر کے مہینے میں چار ہفتے ہوتے ہیں۔ ہر ہفتے کے بدھ، جمعرات، جمعہ کے دن ظہر سے عصر یہ عمل کرواتی ہیں۔ ایک سو اکتالیس (141) دانے رکھے جاتے ہیں۔ اس مجلس میں آٹھ سے دس خواتین شریک ہوتی

ہیں۔ 141 دانے ایک جگہ ٹھیکری بنا کر رکھ دیے جاتے ہیں۔ تمام خواتین اس کے اردگرد بیٹھ جاتی ہیں، پھر تمام خواتین ایک ساتھ اس ٹھیکری میں سے ایک ایک دانہ اُٹھا کر پڑھتی ہیں۔ پہلی مرتبہ 141 دانوں پر "یا وھاب" پڑھا جاتا ہے/اس کے بعد تمام خواتین دو نفل صلوٰۃ الحاجت ادا کرتی ہیں، پھر دوسری مرتبہ دانوں پر "یا حی یا قیوم" پڑھا جاتا ہے، اس کے بعد تمام خواتین دو نفل صلوٰۃ الحاجت ادا کرتی ہیں، پھر تیسری مرتبہ دانوں پر ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ پڑھا جاتا ہے، اس کے بعد تمام خواتین دو نفل ادا کرتی ہیں، پھر چوتھی مرتبہ دانوں پر تیسرا کلمہ پڑھا جاتا ہے۔ یہ تمام اعمال عصر سے پہلے پہلے ختم کرنے ہوتے ہیں، ماہِ صفر کے چاروں ہفتے بدھ، جمعرات، جمعہ کے دن یہ اعمال کیے جاتے ہیں، ہر ہفتے کے لیے ایک مراد دل میں رکھی جاتی ہے۔ اس طرح ماہِ صفر کے چاروں ہفتوں کے بدھ، جمعرات، جمعہ کے دن یہ عمل کر کے چار مرادیں رکھی جاتی ہیں، اُن خاتون کا کہنا یہ ہے کہ اگلا صفر کا مہینہ آنے سے پہلے پہلے یہ مرادیں پوری ہوجاتی ہیں۔

اگر اس خاتون کو سمجھایا جائے کہ دین میں اس طرح مہینہ اور وقت مخصوص کرنے کی کوئی اصل نہیں ہے، تو وہ کہتی ہیں کہ آپ لوگ بھی مخصوص وظیفے مخصوص وقت میں پڑھتے ہیں، جیسے فجر کے بعد، مغرب کے بعد وغیرہ۔ اگر ہم نے بھی پڑھ لیا تو کیا ہے؟ اور یہ اللہ ہی کا نام ہم لے رہے ہیں، کوئی غیر اللہ کا نام تو نہیں لے رہے۔ ہم لوگ اللہ کا نام لے کر اللہ ہی سے مانگ رہے ہیں، کوئی قبر پر جا کر تو نہیں مانگ رہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ اس وظیفے کی کیا اہمیت ہے؟ کیا یہ عمل سنت وشریعت کے مطابق ہے یا نہیں؟ اس میں شریک ہونا کیسا ہے؟ (ایک سائل)

جواب: اس عمل کی شریعت میں کوئی اصل نہیں، اس کو سنت یا ثواب سمجھ کر کرنا بدعت ہے، اور سنت وثواب سمجھے بغیر بھی اس طرح دن اور مہینہ کی تخصیص اور خواتین کے اجتماع کے اہتمام کے ساتھ اس عمل کی گنجائش نہیں۔ باقی اس عمل کو فجر، عصر کے بعد پڑھے جانے والے وظائف پر قیاس کرنا صحیح نہیں، فجر، عصر

کے بعد جن وظائف کا معمول ہے وہ سنت سے ثابت ہیں، جبکہ اس عمل کا ثبوت سنت سے نہیں۔ دوسرے اُس میں ہر آدمی انفرادی طور پر اپنا وظیفہ کرتا ہے، اور اس عمل کے لیے با قاعدہ اجتماع کا اہتمام ہوتا ہے، مزید اس عمل کو کرنے میں خواتین کی یہ بدعقیدگی بھی شامل ہے کہ اس کو کرنے سے دلی مراد بہرحال پوری ہوتی ہے، حالانکہ اس عمل پر مخصوص مراد پوری ہونے کا شریعت سے کوئی ثبوت نہیں۔ اس لیے یہ نظریہ کہ اس سے ضرور مرادیں پوری ہوتی ہیں، درست نہیں۔

طلبِ حاجت کے لیے سورۃ یٰسین ایک خاص طریقہ سے پڑھنے کا حکم:

سوال: ایک خاتون سورۂ یٰسین سے ایک وظیفہ پڑھتی ہیں۔ سورۂ یٰسین میں سات آیتیں ایسی ہیں جو لفظ ''مبین'' پر ختم ہوتی ہیں، آیت نمبر 12، 17، 24، 47، 60، 69، 77۔ اس کو پڑھنے کا طریقۂ کار یہ ہے کہ جب سورۃ پڑھنا شروع کرتے ہیں تو پہلی مرتبہ آیت نمبر 12 پر پہنچ کر (جو لفظ مبین پر ختم ہوتی ہے) پھر دوبارہ سورۃ شروع سے پڑھتے ہیں۔ دوسری مرتبہ آیت نمبر 17 پر پہنچ کر (جو لفظ مبین پر ختم ہوتی ہے) پھر دوبارہ سورۃ شروع سے پڑھتے ہیں۔ پھر تیسری مرتبہ آیت نمبر 24 پر پہنچ کر (جو لفظ مبین پر ختم ہوتی ہے) پھر دوبارہ سورۃ شروع سے پڑھتے ہیں۔ ہر بار لفظ ''مبین'' پر ختم ہونے والی آیت پر پہنچ کر سورۂ یٰسین پھر دوبارہ شروع سے پڑھتے ہیں۔ اس طرح سات بار سورۂ یٰسین شروع سے پڑھتے ہیں، ایک ہی مجلس میں، ایسا کرنا کیسا ہے؟ اور پھر یہ عقیدہ رکھا جاتا ہے کہ اس طرح سات بار کرنے سے جو مراد دل میں رکھی جائے جیسے اپنا مکان ہو جائے وغیرہ وغیرہ، وہ پوری ہو جاتی ہے۔ اس کی شریعت میں کیا حقیقت ہے؟ اور پھر یہ کہنا کیا ٹھیک ہے کہ اس طرح سورۂ یٰسین پڑھ کر اللہ ہی کا نام ہم لے رہے ہیں، آپ کو اس میں کیا اعتراض ہے؟ (ایک سائل)

جواب: سنت سے تو اس کا کوئی ثبوت نہیں، مگر اس طرح کے عملیات بسا اوقات بزرگوں کے مجربات میں سے ہوتے ہیں، اور ان کی حیثیت محض قبولیتِ دعاء کی ایک تدبیر کرنے کی ہوتی ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ سے

اپنی حاجت مانگنے کے لیے اگر اس طریقہ کو محض ایک تدبیر ہی کے طور پر اختیار کیا جائے اور اسے سنت نہ سمجھا جائے تو فی نفسہٖ اس کی گنجائش ہے۔

مگر چونکہ عام طور پر جاہل عوام ایسی چیزوں کو سنت یا مؤثر بالذات سمجھنے لگتے ہیں، اس لیے اس سے احتراز ہی بہتر ہے۔قرآن و حدیث کی روشنی میں پریشانیوں سے نجات کا نسخۂ اکسیر ہر قسم کے گناہوں سے اجتناب، فرائض و واجبات اور مسنون اعمال وادعیہ کا اہتمام ہے، اس میں ہر قسم کی فکری کجی سے بھی حفاظت ہے، اس لیے اسی کا اہتمام کرنا چاہیے۔

اسلامک تکافل کمپنیوں کی شرعی حیثیت:

سوال: آج کل پاکستان میں بہت سی تکافل کمپنیاں کام کر رہی ہیں، اور اپنے آپ کو اسلامک ظاہر کر رہی ہیں، کسی کے پاس ریٹائرڈ جسٹس تقی عثمانی صاحب اور کسی کے پاس مفتی منیب الرحمٰن کا فتویٰ موجود ہے۔ کیا یہ ٹھیک ہے؟ (محمد عاکف رفیق۔ جھنگ)

جواب: غیر سودی تکافل کمپنیوں کے بارہ میں ہمارے ہاں غور جاری ہے، جب کوئی فیصلہ ہوگا تو ان شاء اللہ شائع کر دیا جائے گا۔

ڈیجیٹل تصویر کی شرعی حیثیت:

سوال: ہم نے سنا ہے کہ سی ڈی اور موبائل فون میں بعض علماء کرام اور نعت خواں حضرات کی تصاویر آتی ہیں، کیا ان حضرات کی ویڈیو درست ہے؟ کیا یہ ٹی وی کے حکم میں شامل نہیں ہوگا؟ نیز کیا موبائل فون سے تصویر یا مووی بنانا جائز ہے؟ یہ بات علماء و عالمات میں بہت عام ہو رہی ہے اور حیلہ یہ کیا جاتا ہے کہ ہم ان تصاویر کو مٹا دیتے ہیں، کیا ایسا کرنا درست ہے؟ اسی طرح بچوں کی تصاویر بنا کر مٹایا نہیں جاتا اور کہا یہ جاتا ہے کہ بچہ مکلّف ہی نہیں تو کوئی مسئلہ بھی نہیں۔ (اُختِ عبدالرحمٰن)

جواب: سی ڈی، موبائل اور دیگر ڈیجیٹل تصاویر کے بارہ میں علمائے عصر کا اختلاف ہے، ایک رائے یہ ہے کہ یہ تصویر کے حکم میں نہیں، اس لیے اگر دیکھا جانے والا منظر جائز ہو تو دیکھنے میں حرج نہیں۔ دوسری رائے یہ ہے کہ یہ تصویر ہی ہے، ہمارے خیال میں یہی رائے درست ہے، البتہ جہاں علماء کرام نے پرنٹ تصویر کی بضرورت گنجائش دی ہے وہاں ڈیجیٹل تصویر سے بھی اگر کوئی دینی ضرورت متعلق ہو جائے تو ایسی صورت میں بقدرِ ضرورت اس کے استعمال کی گنجائش ہے، البتہ بلاضرورت خواہ جائز منظر کی تصویر اُتاری جائے، اس کی گنجائش نہیں۔ باقی یہ بات غلط ہے کہ بچہ مکلّف نہیں اس لیے اس کی تصویر اُتارنا غلط نہیں، کیا تصویر اُتارنے والا بھی غیر مکلّف ہے؟ بچہ جاندار ہے اور ہر جاندار کی بلاضرورتِ شدیدہ تصویر اُتارنا ناجائز و حرام ہے۔

بعض منظوم جملوں کی شرعی حیثیت:

سوال: غیر اللہ کی قسم کھانا درست نہیں، اس لحاظ سے یہ جملہ ”تیری آزادیٔ خونچکاں کی قسم“ کیا درست ہوگا؟ یہ جملہ ایک مشہور نعت خواں کے ملی نغموں میں ہم نے سنا ہے۔ اسی طرح یہ جملہ ”جب رُخِ مبارک کی تجلی دیکھوں تو جلوۂ طور بھی آنکھوں میں تماشا لگے“ اس جملے میں بظاہر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخِ مبارک کی تجلی کو جلوۂ طور کی تجلی سے بھی بڑھا دیا گیا ہے، حالانکہ وہ تو اللہ رب العزت کا نور تھا، اس اعتبار سے کیا یہ جملہ صحیح ہوگا؟ یہ بھی ایک مشہور نعت خواں سے ہم نے سنا۔ (اُختِ عبدالرحمٰن)

جواب: غیر اللہ کی قسم جائز نہیں، مگر شعر وغیرہ میں اکثر اوقات الفاظ قسم سے حقیقۃً قسم مقصود نہیں ہوتی، محض تزئین کلام کے لیے قسم کے الفاظ ذکر کیے جاتے ہیں، اور جہاں حقیقتِ قسم مقصود نہ ہو، محض تزئینِ کلام کی غرض سے الفاظِ قسم بولے جائیں وہاں غیر اللہ کی قسم کے الفاظ کہنے کی گنجائش ہے، ”کما قالوا فی قولھم ولعمری“ اس لیے سوال میں مذکور پہلا جملہ ”تیری آزادیٔ خونچکاں کی قسم“ کہنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ دوسرے جملے میں بھی گو یہ تاویل ممکن ہے کہ ”رُخِ مبارک کی تجلی“ سے مراد بھی وہ تجلی

الٰہی ہے جو رُخِ انور پر ہو، مگر جب اس شعر میں غلط معنیٰ کا ابہام موجود ہے تو اس کے پڑھنے سننے سے احتراز لازم ہے۔

علمائے دیوبند کی تصاویر والی ویڈیو دیکھنے کا حکم:

سوال: علماء دیوبند کی طرف نسبت کر کے چند تصاویر ہیں جو لوگوں کے موبائل میں ہوتی ہیں کہ یہ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں وغیرہ، کیا یہ بات درست ہے؟ کیا اس طرح موبائل میں تصاویر محفوظ رکھنا گناہ سے خالی ہے؟ (اُختِ عبدالرحمٰن)

جواب: بعض حضرات نے دیکھ کر بتایا کہ یہ تصاویر بظاہر اکابرین دیوبند ہی کی ہیں، باقی ان کو موبائل میں رکھنے اور دیکھنے کے حکم میں وہی اختلاف ہے جو اوپر گزر گیا۔

مالی جرمانہ لے کر واپس کرنے کی شرعی حیثیت:

سوال: ضربِ مؤمن میں کافی وقت پہلے اسکولوں میں لی جانے والی فائن کے بارے میں مسئلہ شائع ہوا تھا کہ یہ ناجائز ہے اگر حیلہ یہ پیش کیا جائے کہ فائن واپس کر دی جائے گی اور فی الوقت تنبیہاً لی جا رہی ہے تو کیا یہ صورت جائز ہوگی؟ (اُختِ عبدالرحمٰن)

جواب: مالی جرمانہ لینے کیلئے مذکورہ حیلہ ظلم کا پیش خیمہ بن سکتا ہے، اس لیے مفتی بہ قول کے مطابق اس طریقہ سے بھی مالی جرمانہ لینا منع ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو احسن الفتاویٰ: 5/ 558)

اقراری گناہگار کو کتنی بار گناہ سے روکنا چاہیے؟

سوال: اگر کوئی شخص ایسا ہے جو گناہ کو گناہ جانتا ہے پھر بھی کرتا ہے تو اسے کتنی بار گناہ سے روکنا چاہیے؟ (اُختِ عبدالرحمٰن)

جواب: جب تک اس کے باز آجانے کی اُمید ہو اس وقت تک روکنے کی کوشش کرنی چاہیے بشرطیکہ بار بار

روکنے کے نتیجے میں اس کی طرف سے کوئی نقصان پہنچنے یا نفرت پیدا ہوکر دین سے مزید دور ہونے کا اندیشہ نہ ہو، کیونکہ گناہ گار اگر اپنے گناہ سے باز نہ بھی آئے تو اس کو گناہ سے روکنے پر اللہ تعالیٰ روکنے والے کو نہی عن المنکر کرنے کے اجر وثواب سے نوازتے رہتے ہیں۔

امام کا فجر کی نماز میں شریک نہ ہونا:

سوال: اسلام آباد میں ایک مسجد واقع ہے، اس مسجد کے خطیب جن کے گھر کا دروازہ مسجد کے بالکل نزدیک ہے، صبح کی جماعت کبھی بھی نہیں کراتے، نہ مسجد میں دیکھے گئے ہیں۔ دو مدرس ہیں، کبھی فجر کی نماز میں جاگ جائیں گے تو وہ کرا دیں گے ورنہ کوئی درس کا بچہ ہی آگے کھڑا کر کے نماز پڑھتے ہیں اور درس کے ماحول میں بچے سنجیدہ نہیں ہیں کہ نماز پڑھتے ہوئے تسلی ہو کہ منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ذمہ دار شخص کھڑا ہے، عموماً وہی اٹھارہ سے اُنیس سال والا لڑکا ہی صبح کی نماز پڑھاتا ہے۔ خصوصاً بروزِ جمعہ صبح بچے بمع مدرس جو امامت کراتے ہیں سب سو رہے ہوتے ہیں، نماز نہیں پڑھتے، مسجد کے بانی نیک اور غم والے بزرگ ہیں، لیکن وہ صرف جمعہ کیلئے آتے ہیں، بہت دور رہتے ہیں، ان کا یہاں بس نہیں چلتا، کسی عالم دین سے گزارش کریں، مداخلت کر کے اچھا ماحول بنا دیں، نماز کم اَز کم پڑھنے میں مزہ آئے، برائے کرام آپ ایسے لوگوں کو ضرور اپنے الفاظ میں جماعت کی تعلیم دیں۔ (ایک سائل)

جواب: نماز نہ پڑھنا یا بلا عذر وقت سے مؤخر کر کے قضا پڑھنا کبیرہ گناہ ہے۔ قرآن وحدیث میں اس پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ باری تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ O اَلَّذِیۡنَ ھُمۡ عَنۡ صَلوٰتِہِمۡ سَاھُوۡنَ﴾

یعنی ایسے لوگوں کیلئے خرابی اور ہلاکت ہے جو اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں (یعنی نماز قضاء کر کے پڑھتے ہیں)

تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کی تفسیر میں بعض صحابہ کرام کا یہ اثر منقول ہے کہ ویل جہنم کی ایک وادی ہے

جس سے جہنم ہر روز چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے اور یہ وادی اُن لوگوں کا ٹھکانہ ہے جو نماز قضاء کر کے پڑھتے ہیں۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز دین کا ستون ہے۔یعنی نماز کے بغیر دین باقی نہیں رہ سکتا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ کفر واسلام کے درمیان امتیازی علامت نماز ہے۔یعنی نماز نہ پڑھنا گویا کفر کی نشانی ہے۔اس کے علاوہ بھی نماز نہ پڑھنے پر بہت زیادہ وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

اسی طرح ترکِ جماعت پر بھی احادیث میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرا دل چاہتا ہے کہ چند جوانوں سے کہوں کہ بہت سا ایندھن اکٹھا کر کے لائیں، پھر میں اُن لوگوں کے پاس جاؤں جو بلا عذر گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں اور جا کر اُن کے گھروں کو جلا دوں۔ (مسلم)

اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایسے شخص کے بارہ میں پوچھا گیا جو دن بھر روزہ رکھتا اور رات بھر نفلیں پڑھتا تھا، مگر جمعہ اور جماعت کی نماز میں شریک نہیں ہوتا تھا کہ اس کے بارہ میں کیا حکم ہے؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یہ شخص جہنمی ہے۔

اتنی سخت وعیدوں کی موجودگی میں جو مسلمان نماز نہیں پڑھتا یا قضا کر دیتا ہے وہ سخت گناہ گار اور فاسق ہے۔ایسا شخص اگر امام ہو اور اس کبیرہ گناہ سے توبہ کر کے نماز با جماعت کی پابندی نہ کرے، تو اہل اختیار پر اس کو امامت سے معزول کرنا واجب ہے۔

البتہ یہ واضح رہے کہ امامت سے معزولی کا یہ حکم تب ہے کہ کسی کے بارہ میں شرعی دلیل سے یہ ثابت ہو جائے کہ وہ واقعۃً نماز نہیں پڑھتا یا بلا عذر قضاء کر دیتا ہے، یا جماعت ترک کر دیتا ہے، محض کسی کو مسجد میں نہ دیکھنے سے یہ بدگمانی نہیں کرنی چاہیے کہ وہ نماز پڑھتا ہی نہیں، بعض اوقات کسی کو ایسی کوئی بیماری ہوتی

ہے جس میں صبح کے وقت زیادہ شدت آجاتی ہے، اگر شدید عذر کی بناء پر کوئی جماعت ترک کردے تو گناہ نہیں۔ ہاں امام اگر امامت پر تنخواہ لیتا ہو تو ایسی صورت میں اپنی مسجد میں نماز پڑھانا اس کی شرعی ذمہ داری ہوگی، اگر امام اپنی اس ذمہ داری میں کوتاہی کرتا ہے تو اس پر بہرحال اس کا مواخذہ ہوسکتا ہے۔

پیشکش: ابوزبیر

[www_alkalam_pk@yahoo.com]